# بیان الفوائد

فی حل

# شرح العقائد

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی
استاذ دار العلوم دیوبند

مکتبہ سید احمد شہید

# المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان



سلسلہ مطبوعات - ۱۶

سن اشاعت ۲۰۰۴ء
محمد شاہد عادل نے
حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر
المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

# بیان الفوائد

# فی

# حل شرح العقائد

علم کلام میں علامہ تفتازانی کی شاہکار تالیف "شرح عقائد نسفی" کی ایسی اردو شرح جس میں
عبارت حل کرنے کے ساتھ تمام مشکل بحثوں کو ممکن حد تک آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے

## حصہ دوم


تالیف

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

استاذ دار العلوم دیوبند



مکتبہ سید احمد شہید

بالمقابل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# فہرس شرح العقائد (حصہ دوم)

وافضل البشر بعد نبینا والاحسن ان یقال بعد الانبیاء، لکنہ اراد البعدیۃ الزمانیۃ ولیس بعد نبینا نبی، مع ذالک لابد من تخصیص عیسیٰ علیہ السلام، اذلو ارید کل بشر یوجد بعد نبینا انتقض بعیسیٰ علیہ السلام، ولو ارید کل بشر یولد بعدہ لم یفد التفضیل علی الصحابۃ، ولو ارید کل بشر ھو موجود علی وجہ الارض فی الجملۃ انتقض بعیسیٰ علیہ السلام، ابوبکر الصدیق الذی صدق النبی علیہ السلام فی النبوۃ من غیر تلعثم وفی المعراج بلا تردد، ثم عمر الفاروق الذی فرق بین الحق والباطل فی القضایا والخصومات ثم عثمان ذوالنورین لان النبی علیہ السلام زوجہ رقیۃ، ولما ماتت رقیۃ زوجہ ام کلثوم، ولما ماتت قال لوکانت عندی ثالثۃ لزوجتکھا. ثم علی المرتضیٰ من عباد اللہ وخلص اصحاب رسول اللہ، علی ھذا وجدنا السلف والظاھر انہ لو لم یکن لھم دلیل علی ذالک لما حکموا بذالک، واما نحن فقد وجدنا دلائل الجانبین متعارضۃ، ولم نجد ھذہ المسئلۃ مما یتعلق بہ شئی من الاعمال او یکون التوقف فیہ مخلا بشئی من الواجبات وکان السلف کانوا متوقفین فی تفضیل عثمان حیث جعلوا من علامات اھل السنۃ والجماعۃ تفضیل الشیخین ومحبۃ الختنین، والانصاف انہ ان ارید بالافضلیۃ کثرۃ الثواب، فللتوقف جھۃ، وان ارید کثرۃ ما یعدہ ذووالعقول من الفضائل، فلا.

**ترجمہ** اور ہمارے نبی کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیقؓ ہیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ بعد الانبیاء کہا جائے لیکن مصنفؒ نے بعدیت زمانی کا ارادہ کیا اور ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر مراد لیا جائے کہ ہر وہ انسان جو ہمارے نبی کے بعد موجود ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام سے نقض وارد ہوگا۔ اور اگر ہر وہ انسان مراد لیا جائے جو آپ کے بعد پیدا ہوگا۔ تو صحابہ سے افضل ہونے پر دلالت نہ کرے گا۔ اور اگر ہر وہ انسان مراد لیا جائے جو فی الجملہ روئے زمین پر موجود ہو۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ نقض وارد ہوگا۔ بہر حال ہمارے نبی کے بعد تمام انسانوں سے افضل، ابوبکر صدیق ہیں جنھوں نے نبوت کے بارے میں بغیر توقف کے اور معراج کے بارے میں بغیر تردد کے نبی علیہ السلام کی تصدیق کی، پھر عمر فاروق ہیں. جنھوں نے قضایا اور مقدمات میں حق و باطل کے درمیان فرق کیا۔ پھر عثمان ذوالنورین ہیں اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی رقیہ کو ان کی زوجیت میں دیا۔ اور جب وہ انتقال

کر گئیں تو دوسری صاحبزادی ام کلثوم کو ان کے نکاح میں دیا۔ پھر جب وہ بھی انتقال کر گئیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی تیسری لڑکی ہوتی تو اس کو بھی تمہاری زوجیت میں دے دیتا۔ پھر علیؓ ہیں جو اللہ کے بندوں اور رسولؐ کے اصحاب میں برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں۔ اسی ترتیب پر ہم نے سلف کو پایا اور ظاہر یہ کہ اگر ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ ہوتی تو اس کا فیصلہ نہ کرتے۔ رہے ہم تو ہم نے جانبین کے دلائل کو متعارض پایا اور اس مسئلہ کو ایسا نہیں پایا کہ اس سے کسی عمل کا تعلق ہو۔ اور اس بارے میں توقف کسی واجب میں مخل ہو۔ اور سلف حضرت عثمانؓ کو افضل قرار دینے میں توقف کرتے تھے چنانچہ انھوں نے اہل السنت والجماعت کی علامات میں سے تفضیل شیخین اور محبت ختنین کو قرار دیا۔ اور انصاف یہ ہے کہ اگر افضلیت سے کثرتِ ثواب مراد ہو۔ تو توقف کی وجہ ہے اور اگر وہ چیزیں مراد ہوں جن کو اہلِ دانش فضائل اور کمالات میں سے شمار کرتے ہیں۔ تو (توقف کی) کوئی وجہ نہیں۔

**تشریح** یہاں سے امامت کی بحث شروع ہوتی ہے۔ محققین نے بیان کیا کہ علم کلام میں جس فضیلت سے بحث کی جاتی ہے۔ اس سے اعمال خیر پر جزاء اور ثواب کی زیادتی مراد ہوتی ہے۔ پھر علماء اس جیسے مقام میں لفظ بعد کو بعدیت مرتبی کے معنیٰ میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ افضل الانبیاء بعد نبینا ابراھیم، اور افضل الکتب بعد القرآن التوراۃ، اس بناء پر ماتنؒ کی عبارت میں خامی ہے کیونکہ بعدیتِ مرتبی مراد ہونے کی صورت میں ماتنؒ کی عبارت کا معنیٰ ہوگا کہ ہمارے نبی کے مرتبہ کے بعد تمام انسانوں میں سب سے زیادہ مرتبہ ابوبکر کا ہے۔ اس سے ابوبکر کا باقی انبیاء سے بھی افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس لئے شارحؒ نے فرمایا کہ بعد نبینا کہنے کے بجائے بعد الانبیاء کہنا زیادہ مناسب تھا تاکہ خلفاء کا حضرات انبیاء سے افضل ہونا نہ لازم آئے اور شارحؒ نے بعد الانبیاء کہنے کو صرف احسن اور مناسب کہا واجب نہیں کہا۔ کیونکہ بعدیت کو بعدیت زمانی پر بھی محمول کرنا ممکن ہے۔ جیسا کہ خود کہا کہ ماتنؒ نے بعدیت زمانی مراد لی ہے اور عبارت کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارے نبی کے زمانہ کے بعد کے تمام انسانوں سے افضل ابوبکر ہیں اس صورت میں باقی تمام انبیاء سے خلفاء کا افضل ہونا تو لازم نہیں آئے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثناء پھر بھی ضروری ہے کیونکہ وہ ہمارے نبی کے زمانے کے بعد بھی چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو کہنا چاہیے کہ ہمارے نبی کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام انسانوں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

قولہ: واما نحن فوجدنا الخ شارحؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ افضلیت کا ظنی ہے جس

کی دلیل اسلاف کے ساتھ حسن ظن ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی دلیل نہ ہوتی تو فضیلت کے اعتبار سے یہ ترتیب نہ بیان فرماتے۔ اگر ہم ان اسلاف کے ساتھ حسن ظن کی بنیاد پر ان کی تقلید نہ کرتے تو اس بارے میں سکوت اور توقف ہی افضل تھا ایک تو اس لئے کہ اس بارے میں شیعہ اور اہل السنت کے دلائل متعارض ہیں اس لئے کسی کی بات کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ دوم اس لئے کہ یہ مسئلہ اعتقادی ہے عملی نہیں ہے۔ اور عملیات میں تو ظن پر اکتفا جائز ہے اعتقادات میں ظن کافی نہیں بلکہ یقین مطلوب ہے۔ سوم اس لئے کہ اس بارے میں توقف اور سکوت کسی واجب شرعی میں مخل نہیں۔ لیکن شارح کی پیش کردہ مذکورہ توجیہات ضعیف ہیں اول اس لئے کہ ترتیب مذکور پر اہل سنت کے دلائل احادیث صحیحہ ہیں اور شیعہ کے دلائل احادیث موضوعہ ہیں یا ایسی احادیث ہیں جن کی دلالت افضلیت علیؓ پر غیر واضح ہے۔ دوم اس لئے کہ علی الاطلاق یہ کہنا کہ اعتقادی مسائل میں ظن کافی نہیں صحیح نہیں ہے ورنہ اسلاف عقائد کی کتابوں میں فرشتوں کا انبیاء سے یا انبیاء کا فرشتوں سے افضل ہونا۔ عشرہ مبشرہ کا تمام صحابہ سے افضل ہونا، ایمان کا کمی و بیشی کو قبول کرنا یا نہ کرنا۔ مجتہد کا خطا اور صواب دونوں صورتوں میں اجر دیا جانا جیسے ظنی مسائل ذکر نہ کرتے بلکہ جن عقائد میں یقین مطلوب ہے ان میں ظن کافی نہیں اور جن عقائد کا ثبوت ہی دلیل ظنی سے ہے انھیں ظنی طور پر ہی تسلیم کرنا واجب ہے۔ جیسے قبر اور حشر کی تفصیلات سے متعلق احادیث خبر واحد ہونے کی وجہ سے ظنی ہیں۔ اس لئے ان کو علی سبیل الظن ہی تسلیم کرنا واجب ہے۔ سوم اس لئے کہ اس مسئلہ پر مذہب شیعہ کا ابطال موقوف ہے اور مذہب شیعہ کا ابطال شرعاً واجب اور ضروری ہے۔ اس لئے کہ وہ حضرت علیؓ کو افضل قرار دے کر صحابہ کو انھیں خلیفہ نہ منتخب کرنے کی بناء پر ظالم اور حضرت ابوبکر وغیرہ کو غاصب قرار دیتے ہیں۔ اس بناء پر مسئلہ افضلیت کو اہمیت دینا واجب ہے۔

قولہ: وکان السلف کانوا متوقفین الخ کأنّ تشدید نون کے ساتھ حرف تشبیہ ہے۔ اسلاف نے اہل السنت والجماعت کی علامات میں سے دونوں داماد رسول سے محبت کو قرار دیا۔ دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے سے افضل سمجھنے کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اس سے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر استدلال کیا کہ اس مسئلہ میں سلف توقف اور سکوت ہی کو ترجیح دیتے تھے۔ لیکن شارح رحمۃ اللہ علیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اہل السنت اور شیعہ کے درمیان متنازع فیہ عثمانؓ اور علیؓ کے درمیان افضلیت کا مسئلہ نہیں بلکہ ابوبکر کے حضرت علی سے افضل ہونے کا مسئلہ ہے۔ سو انھوں نے اس بارے میں توقف اختیار نہیں کیا۔ بلکہ تفضیل شیخین کو اہل السنت والجماعت کی علامات میں سے شمار کرکے صرف ابوبکر ہی کو نہیں بلکہ عمرؓ کو بھی علیؓ سے افضل قرار دیا۔ شارحؒ کی عبارت

پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اوپر کہا ہے۔ علیٰ ھذا وجدنا السلف، یعنی اسی ترتیب مذکورہ پر جس میں ابوبکر کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے ہم نے سلف کو پایا ہے اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ مسئلہ افضلیت میں سلف توقف اختیار کرتے تھے اور یہ صریح تعارض ہے۔ جواب یہ ہے کہ اوپر سلف سے اکثر مراد ہیں اور یہاں بعض مراد ہیں۔

قولہ: والانصاف الخ یعنی اگر افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے تب تو توقف کی وجہ ہے کیونکہ کثرت ثواب کا علم عقل سے ہو نہیں سکتا اور نقل وارد نہیں۔ اور اگر ان چیزوں کی زیادتی مراد ہے جنھیں لوگ کمالات میں سے شمار کرتے ہیں تو توقف کی کوئی وجہ نہیں، اس لئے کہ حضرت علی کے کمالات اور ان کی کرامات زیادہ ہیں۔ اس جملہ کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا کہ شارح کے کلام میں شیعیت کی بو آتی ہے۔ بعض محشین نے اس کا یہ جواب دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب کا اعتراف کرنا شیعیت نہیں ہے۔

وخلافتھم ای نیابتھم عن الرسول فی اقامۃ الدین بحیث یجب علی کافۃ الامم الاتباع علی ھذا الترتیب ایضاً یعنی ان الخلافۃ بعد رسول اللہ لابی بکرؓ ثم لعمرؓ ثم لعثمانؓ ثم لعلیؓ وذلک لان الصحابۃ قد اجتمعوا یوم توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ واستقر رأیھم بعد المشاورۃ والمنازعۃ علی خلافۃ ابی بکرؓ، فاجمعوا علی ذالک، وبایعہ علیؓ علی رؤس الاشھاد بعد توقف کان منہ، ولو لم تکن الخلافۃ حقاً لہ لما اتفق علیہ الصحابۃ، ولنازعہ علیؓ کما نازع معاویۃؓ، ولاحتج علیھم لو کان فی حقہ نص، کما زعمت الشیعۃ، وکیف یتصور فی حق اصحاب رسول اللہ علیہ السلام الاتفاق علی الباطل، وترک العمل بالنص الوارد۔ ثم ان ابا بکرؓ لما یئس من حیوتہ دعا عثمانؓ و املی علیہ کتاب عھدہ، فلما کتب، ختم الصحیفۃ، واخرجھا الی الناس، وامرھم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ، فبایعوا حتی مرت بعلیؓ فقال بایعنا لمن فیھا، وان کان عمرؓ، وبالجملۃ وقع الاتفاق علی خلافتہ، ثم استشھد عمرؓ، وترک الخلافۃ شوریٰ بین ستۃ عثمانؓ وعلیؓ وعبدالرحمٰنؓ بن عوف، وطلحۃؓ وزبیر وسعد بن ابی وقاصؓ، ثم فوض الامر خمستھم الی عبدالرحمٰنؓ بن عوف ورضوا بحکمہ فاختار عثمانؓ وبایعہ بمحضر